کے ساتھ ضعیف اور منکر روایتوں کا بھی ایک معتد بہ حصہ شامل کر دیا گیا ہے، اور یہ واعظین کی ایک معروف سنت ہے جس سے ہمیں سخت اختلاف ہے - کیا صحیح حدیثوں اور قرآنی آیتوں سے ترغیب اعمال کیلیے کافی مواد نہیں مہیا کیا جا سکتا کہ خواہ مخواہ موضوع اور کمزور روایتوں کو بیان کیا جائے، درانحالیکہ وہ روایتاً اور درایتاً دونوں حیثیت سے بدیہی البطلان معلوم ہوتی ہوں اور ان سے بجز اسکے اور کچھ فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا کہ حدیث سے انکار وتنفر کی بڑھتی ہوئی لے اور زیادہ بڑھ جائے۔

احادیث کا ترجمہ حسن ادا اور فصاحت بیان سے پوری طرح آراستہ ہے، وہ شایقین علم دین جو عربی نہیں جانتے اس مجموعہ سے بہت کچھ تسکین خاطر حاصل کر سکتے ہیں

مختصر تاریخ ہند تالیف مولوی سید ابوظفر صاحب ندوی - ضخامت ۲۰۰ صفحات قیمت عہ - ملنے کا پتہ :- منیجر دار المصنفین - شبلی منزل - اعظم گڑھ -

تاریخی تحقیقات کے سلسلہ میں دار المصنفین نے جو قابل رشک خدمات انجام دی ہیں اردو لٹریچر ان پر بجا طور پر فخر کر سکتا ہے - کتاب زیر تبصرہ اسی ادارہ نے شائع کی ہے - یہ ہندوستان کی مختصر تاریخ ہے جو مدرسوں اور مکتبوں کے طلبہ کیلیے لکھی گئی ہے - صرف دو سو صفحات کے اندر ہندوستان کی ابتدائی تاریخ یعنی "پتھر کے زمانہ" سے لیکر غدر ۵۷ء تک کے مجمل حالات پوری طرح سمیٹ لیے گئے ہیں - مختصر ہونیکے باوجود اس کے اندر بے شمار ایسے بیانات موجود ہیں جنکے تذکرہ سے ہمارے مدارس میں پڑھائی جانیوالی تاریخیں اکثر خاموش ہیں مثلاً طلبہ کو یہ پڑھایا جاتا ہے کہ ہندوستان میں اسلامی تاریخ محمود غزنوی کے حملوں سے شروع ہوتی ہے حالانکہ پہلی صدی ہجری ہی سے مجاہدین عرب کا سیلاب ساحل ہند سے ٹکرانا شروع ہو گیا تھا اور آخر کار محمدؐ بن قاسم نے محمود غزنوی سے بہت پہلے سندھ اور اسکے نواح

کو لیکر ایک عظیم الشان اسلامی سلطنت قائم کی۔ اسی طرح عام تاریخوں میں اسلامی حکومت کے سلسلے میں صرف تخت دہلی اور دکن کی ریاستوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے حالانکہ مالابار، گجرات اور بنگال وغیرہ ممالک میں مغلوں کی بادشاہت سے پہلے بہت سی اسلامی ریاستیں حکمرانی کر چکی ہیں۔

اختصار کے باوجود مولف نے فلسفہ تاریخ کے اصول کی بھی ایک حد تک رعایت کی ہے۔ پرانی سلطنتوں کے تمدنی، تعلیمی اور ملکی انتظامات پر بھی ضمناً روشنی ڈالی گئی ہے۔ ہر خاندان کے حالات لکھنے کے بعد اس کے مخصوص تعمیری کارناموں پر اجمالی تبصرہ کر دیا گیا ہے۔ جمع و ترتیب واقعات میں کاوش سے کام لیا گیا ہے۔ قدیم سکوں اور کتبوں سے کافی فائدہ اٹھایا گیا ہے، زبان نہایت صاف، شستہ اور سلیس ہے، طلبہ بآسانی سمجھ سکتے ہیں۔ ہمارے خیال میں اگر مولف نے مہاتما گوتم بدھ اور مہابیر وغیرہ پیشوایانِ مذہب کا تذکرہ واحد غائب کے صیغوں کی بجائے جمع غائب کے صیغوں سے کیا ہوتا تو زیادہ اچھا ہوتا۔ ضرورت ہے کہ چھوٹے بڑے تمام طلبہ کیلیے تاریخیں از سرِ نو مدون کی جائیں جن میں موجودہ درسی تاریخوں کی طرح واقعات کو مسخ کر کے ان کے محض تاریک پہلو نہ دکھائے گئے ہوں اور نہ اس متعصبانہ طرزِ نگارش سے بیان و تحقیق کا دامن آلودہ ہونے پائے جسکی ناپاک بنا انیسویں صدی کے شروع میں انگریزی پالیسی نے رکھی تھی اور جس نے ملک کے تمام فرقوں میں تعصب اور بے اعتمادی کی وبا پھیلا رکھی ہے۔